مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ ماہ ہجرت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج پانچ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو پیچش کی تکلیف سے نسبتاً آرام ہے البتہ سینے میں درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

آج بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی موجودگی میں السید منیر آفندی الحصنی صاحب نے عربی میں من مناقب العرب فی الجاھلیۃ کے موضوع پر دلچسپ تقریر فرمائی۔ مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی تقریر جمعہ کے دن بعد نماز مغرب ہوگی۔

آج بعد نماز عصر مجالس اطفال الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ جلسہ مسجد نور میں ہوا۔

جلد ۳۵ | ۲۲ ماہ ہجرت ۱۳۲۶ ہش | ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ | ۲۲ مئی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۲۱

خطبہ جمعہ

کوئی جماعت وقف جائیداد و آمد کی فہرستیں نامکمل نہ بھیجے

یہ تحریک آئندہ عظیم الشان اسلامی عمارات کی بنیاد بنیگی

ہمیں انبیاء کی جماعتوں کی طرح قربانیاں پیش کرنی چاہئیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء

مرتبہ:۔ چودھری فیض احمد صاحب گجراتی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ آج مجھے ایک ضروری کام کی وجہ سے یہاں آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے میں صرف چند منٹ ہی بول سکتا ہوں۔

پچھلے کئی ہفتوں سے میں جماعت کو حفاظت قادیان کے چندہ کے متعلق توجہ دلا رہا ہوں پرسوں ناظر صاحب بیت المال اس بارہ میں مجھے ملے تھے۔ اور انہوں نے گفتگو کے دوران میں مجھے بتایا تھا۔ کہ زمیندارہ جماعتوں میں سے

دس فیصدی جماعتوں کے وعدے

آچکے ہیں۔ اور شہری جماعتوں میں سے صرف پانچ فیصدی کے قریب جماعتیں ایسی ہونگی جن کے وعدے آئے ہیں۔ یہ بات نہایت ہی قابل تعجب ہے۔ اس لئے کہ زمیندار آجکل فصل کی کٹائی کی وجہ سے اور گندم نکالنے کی وجہ سے بہت زیادہ مشغول ہوتے ہیں اگر ایسے وقت میں ان کی طرف سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہو بھی جائے۔ تو وہ معذور سمجھے جانے کے قابل ہوتے ہیں۔ کیونکہ انکے

سارے سال کی محنت کا پھل

گندم کی کٹائی سے وابستہ ہوتا ہے۔ اگر ان کے دل میں یہ خیال آجائے۔ کہ ہم فصل کی کٹائی اور گندم سنبھال چکنے کے بعد اپنے وعدے بھجوا دینگے۔ تو یہ ان کی کمزوری تو ضرور ہوگی۔ مگر جائز اور معقول کمزوری ہوگی۔ ہمارے ملک میں مثل مشہور ہے۔ کہ کوئی زمیندار اپنی فصل کاٹ رہا تھا۔ کہ اسکی ماں مر گئی۔ جب والدہ کی وفات کی اطلاع دی گئی تو اس نے کہا ماں کو دفن کر دو۔ میں فصل کی کٹائی چھوڑ کر نہیں آسکتا۔ درحقیقت فصل کی کٹائی کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ زمیندار کی سارے سال کی کمائی اور سارے سال کی خوراک اس سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور اس سے غفلت اس کے لئے اور اس کے سارے خاندان کے لئے

ہلاکت کا موجب

ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ منظم رنگ میں کام کرنے والے ایسے مصروفیت کے زمانہ میں بھی کچھ نہ کچھ وقت ہنگامی کاموں کے لئے نکال لیتے ہیں۔ لیکن ہمارا ملک ایسا منظم کہاں ہے۔ اور ہمارے ملک میں وقت کی پابندی کرنے والے کتنے لوگ ہیں ایک تربیت یافتہ قوم یا ایک تعلیم یافتہ قوم کے لوگوں سے تو یہ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے کاموں کو ایسے رنگ میں تقسیم کریں۔ کہ باوجود شدید مصروفیت کے وہ بعض دوسرے کاموں کے لئے بھی اپنا وقت نکال سکیں۔ لیکن ہمارے ملک کے لوگ اپنے اوقات کو ایسے رنگ میں تقسیم نہیں کرتے۔ کہ وہ عمدگی سے کام بھی کر سکیں اور کچھ وقت اور کاموں کے لئے بھی بچا لیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو یہ امر ان کے لئے ممکن ہو۔ مگر وہ اپنی سابقہ عادات و رسوم کی وجہ سے ان دنوں ایسے مصروف ہوتے ہیں۔ کہ انکے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا۔ کہ وہ اسے کسی اور کام پر خرچ کر سکیں۔ اس لئے اگر زمیندار جماعتیں کسی حد تک کوتاہی کریں۔ تو یقیناً وہ اس حد تک کوتاہی کی مرتکب نہیں ہونگی کہ وہ ملامت کی مستحق سمجھی جا سکیں۔ مگر شہری جماعتوں کے لئے ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے سوائے چند شہروں کے کہ جن میں کرفیو نافذ ہے باقی

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

تمام شہر اور قصبات

آزاد ہیں۔ اور سب لوگ آزادی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ پس یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ شہری جماعتوں کی طرف سے ابھی بہت کم وعدے وصول ہوئے ہیں۔ بلکہ ابھی تک دہلی اور لاہور کی جماعتوں کی لسٹیں بھی پوری طرح نہیں پہنچیں۔ میں نے پرسوں دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان دو جماعتوں کی طرف سے نہایت نامکمل فہرستیں آئی ہیں۔ اور شاید نصف سے بھی زیادہ آدمی ابھی ایسے باقی ہیں۔ جن سے تاحال وعدے نہیں لئے گئے۔ اور شاید وہ نصف بلکہ اس سے بھی کم وعدے بھیج کر ہی تسلی پا چکے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے

وعدوں کی لسٹیں

بھجوا دی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بار بار اعلان کیا ہے۔ ہماری طرف سے صرف یہی شرط نہیں۔ کہ مثبت وعدے بھجوائے جائیں۔ بلکہ یہ بھی شرط ہے۔ کہ لسٹوں میں اس بات کی بھی تصریح کی جائے۔ کہ فلاں فلاں شخص نے وعدہ نہیں کیا۔ اور اس تحریک میں شامل ہونے سے انکار کرتا ہے۔ تاکہ ہمیں اس بات کا علم ہو سکے۔ کہ کمزوری ان کے افسروں کی ہے۔ جو ان کے پاس پہنچتے نہیں۔ یا کارکنوں کی ہے جنہوں نے ان سے وعدے نہیں لئے۔ یا

جماعت کے افراد کی سستی

ہے۔ یوں تو اگر کسی جماعت کے کارکن غفلت سے کام لینے والے ہوں۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ وہ پانچ کے وعدے بھجوا دیں۔ اور باقی لوگوں کے متعلق بغیر نام کی تصریح کے یہ لکھ دیں کہ وہ چندہ نہیں دیتے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہوگی۔ کہ وہ وعدہ لینے کے لئے ان کے پاس گئے ہی نہیں ہونگے۔ پس چونکہ اس طرح کارکن اپنی غفلت پر پردہ ڈال سکتے ہیں۔ اس لئے ہماری طرف سے یہ ہدایت ہے۔ کہ نہ صرف وعدہ دینے والوں کے نام بھیجے جائیں۔ بلکہ جماعت کی نام بنام لسٹ دیکر یہ بھی تصریح کی جائے۔ کہ کس کس نے اس تحریک میں شامل ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس طرح

کارکنوں کی ہوشیاری اور غفلت

کا بھی پتہ لگ جائیگا۔ اور لسٹیں بھی صحیح طور پر مکمل ہوں گی۔ مثلاً جب وہ دیکھیں گے۔ کہ فلاں شخص چندہ نہیں دیتا۔ تو بعد میں تحقیق کر کے معلوم کیا جا سکیگا۔ کہ اصل حقیقت کیا تھی۔ پس صرف یہی کافی نہیں کہ جماعتیں مثبت لسٹیں بھجوائیں۔ بلکہ وہ منفی کے پہلو کا بھی خاص طور پر خیال رکھیں اور جب بھی وہ کوئی لسٹ بھیجیں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس میں لکھیں۔ کہ ان ناموں کے سوا ہماری یہاں کی جماعت میں اور کوئی احمدی نہیں۔ یہ کہ فلاں فلاں احمدی اور ہیں جو حصہ لینے سے انکاری ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی رہ جائیگا۔ تو یقیناً اس جماعت کے افسر اس بات کے ذمہ دار ہوں گے۔ کہ وہ جواب دیں۔ کہ آیا وہ اس شخص کے پاس نہیں پہنچے یا پہنچنے کے باوجود اس نے شامل ہونے سے انکار کیا تھا۔ اور اگر انکار کیا تھا۔ تو پھر بھی اس کا نام انہوں نے لسٹ میں کیوں درج نہ کیا۔ اگر تو کارکن جماعت کے کسی فرد یا افراد کے پاس نہیں پہنچے ہوں گے۔ تو

کارکنوں کا جرم

ثابت ہو جائیگا۔ اور وہ لوگ بری ہو جائیں گے اور اگر کارکن تو ان کے پاس پہنچے ہوں گے۔ لیکن انہوں نے اس تحریک میں حصہ لینے سے انکار کیا ہوگا۔ تو کارکن بری الذمہ سمجھے جائیں گے۔ اور وہ مجرم۔ آج ۱۶ تاریخ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ میعاد میں سے اب صرف پندرہ دن باقی ہیں۔ اور پندرہ دنوں کی

میعاد بہت تھوڑی

ہے بعض جماعتیں جن میں۔ پچاس پچاس۔ سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور دو دو سو افراد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس جانا اور ان سے وعدہ لینا بہت بڑا وقت چاہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں ابھی ہماری جماعت کے اندر اتنی بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ کہ اسے بار بار کی یاددہانیوں کی ضرورت نہ ہو۔ پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ایک بار پھر قادیان کی جماعت کو اور گورداسپور کی جماعتوں کو اور بیرونجات کی تمام جماعتوں کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ اس عظیم الشان ثواب سے محروم رہ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک بھی ہمارے سلسلہ کی اور تحریکوں کی طرح اپنے اندر خدا تعالیٰ کی بہت بڑی حکمتیں رکھتی ہے اور اسکی خوبیاں صرف اس کی ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ ایک بنیاد ہے آئندہ بہت بڑے اور عظیم الشان کاموں کو سرانجام دینے کی۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ یہ کوئی

اتفاقی تحریک نہیں

بلکہ اس تحریک کے ذریعے ہماری جماعت کی ترقی اور سلسلہ کے مفاد کے لئے بعض نہایت ہی عظیم الشان کاموں کی بنیاد رکھی جارہی ہے۔ گو اب تک لوگ اس تحریک کی اہمیت کو نہیں سمجھے لیکن دو چار سال تک اس کے عظیم الشان فوائد جماعت کے سامنے آنے شروع ہو جائیں گے۔ جیسے تحریک جدید کو جب شروع کیا گیا تھا۔ تو اس وقت اس تحریک کی خوبیاں جماعت کی نگاہ سے مخفی تھیں۔ مگر اب نظر آرہا ہے۔ کہ اس تحریک کے ذریعے

دنیا بھر میں تبلیغ اسلام

کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر جاری ہے۔ اور سینکڑوں لوگ اسلام کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رہے ہیں۔ یہ تحریک جدید کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ ایک انگریز نو مسلم جنہوں نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان آئے ہیں۔ پھر یہ تحریک جدید کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ اسی ہفتہ غیر ممالک سے دو اور افراد کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہ بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان آنا چاہتے ہیں۔ ایک اطلاع تو

ایک جرمن نو مسلم

کے متعلق ہے وہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ قادیان میں تعلیم حاصل کریں۔ اور پھر اپنے ملک میں تبلیغ کریں۔ دوسرے اسی ہفتہ میں امریکہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ

ایک امریکن نو مسلم

نے بھی اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ میں قادیان جا کر دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو یہ کتنی عظیم الشان تحریک ہے کہ غیر ممالک کے نو مسلم بھی یہاں آکر دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب یہ لوگ یہاں سے دینی تعلیم حاصل کر کے واپس اپنے ملک میں جائیں گے۔ تو ان کے لئے اپنے ملک کے لوگوں کو سمجھانا آسان ہوگا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے جتنے کام مجھ سے لئے ہیں۔ ان تمام کاموں کے متعلق میں دیکھتا ہوں کہ درحقیقت وہ بنیاد ہوتے ہیں بعض آئندہ عظیم الشان کاموں کی اسی طرح یہ تحریک بنیاد ہوگی آئندہ تعمیر ہونے والی

عظیم الشان اسلامی عمارات

کی۔ جس طرح میں نے وقف جائیداد کی تحریک کی تھی۔ جو درحقیقت بنیاد تھی آج کی تحریک کے لئے مگر اس وقت لوگ اس تحریک کی حقیقت کو نہیں سمجھے تھے۔ کچھ لوگوں نے تو اپنی جائیدادیں وقف کر دی تھیں۔ مگر باقی لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اپنی جائیدادیں وقف کی تھیں وہ بھی بار بار مجھے لکھتے تھے۔ کہ آپ نے وقف کی تو تحریک کی ہے۔ اور ہم اس میں شامل بھی ہو گئے ہیں۔ لیکن آپ ہم سے مانگتے کچھ نہیں۔ انہیں میں کہتا تھا۔ کہ تم کچھ عرصہ انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ وقت بھی آجائیگا۔ جب تم سے جائیدادوں کا مطالبہ کیا جائیگا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ اس تحریک سے خدا تعالیٰ نے کتنا عظیم الشان کام لیا ہے۔ اگر عام چندہ کے ذریعہ اس وقت جماعت میں حفاظت مرکز کے لئے تحریک کی جاتی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ لاکھ دو لاکھ روپیہ کا اکٹھا ہونا بھی بہت مشکل ہوتا۔ مگر چونکہ آج سے تین سال پہلے

وقف جائیداد کی تحریک

کے ذریعہ ایک بنیاد قائم ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ لوگ جنہوں نے اس تحریک میں اس وقت حصہ لیا تھا۔ وہ اس وقت مینار کے طور پر ساری جماعت کے سامنے آگئے۔ اور انہوں نے اپنے عملی نمونہ سے جماعت کو بتایا کہ جو کام ہم کر سکتے ہیں۔ وہ تم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب ان کی قربانی پیش کی گئی۔ تو ہزاروں ہزار اور لوگ ایسے نکل آئے جنہوں نے ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی جائیدادیں وقف کر دیں۔ پس جس طرح وہ تحریک جدید بنیاد تھی بعض اور عظیم الشان کاموں کے لئے اسی طرح حفاظت مرکز کے متعلق جو تحریک چندہ کے لئے کی گئی ہے۔ یہ بھی آئندہ بعض عظیم الشان کاموں کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اور جس وقت یہ تحریک اپنی تکمیل کو پہنچے گی۔ اس وقت مالی لحاظ سے جماعت کی قربانیاں اپنے کمال کو پہنچ جائیں گی۔ درحقیقت جانی قربانی کا مطالبہ وقف زندگی کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ اور مالی قربانی کا مطالبہ چندوں کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔ اور اب جائیدادوں اور آمد کے وقف کے ذریعہ تمام جماعت کو مالی قربانی کے ایک بہت ہی بلند مقام پر کھڑا کیا جا رہا ہے۔ پھر شاید وہ وقت بھی آجائے۔ کہ سلسلہ ہر شخص سے اسکی جان کا بھی مطالبہ کرے۔ اور جماعت میں یہ تحریک کی جائے۔ کہ ہر شخص نے جس طرح اپنی جائیداد خدا تعالیٰ کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ اسی طرح وہ اپنی زندگی بھی خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دے تاکہ ضرورت کے وقت اس سے کام لیا جا سکے۔ مال کی قربانی کی ابتدا ہو چکی ہے۔ پھر جان کی قربانی کا مطالبہ کیا جائیگا۔ پھر مالی قربانی کا مطالبہ پہلے سے بھی زیادہ کیا جائیگا۔ اور پھر جان کی قربانی کا مطالبہ بھی زیادہ سے زیادہ کیا جائیگا۔ یہاں تک کہ ہماری قربانیاں ایسے مقام پر پہنچ جائیں۔ جس مقام پر گذشتہ انبیاء کی جماعتوں کی قربانیاں پہنچی تھیں۔ بلکہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں بہتوں سے بڑھ کر قربانی کی توفیق عطا فرمائے تاکہ

اگر خدانخواستہ پنجاب تقسیم ہو تو۔۔۔۔؟

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

میں نے اپنے گذشتہ مضمون میں جس کا عنوان "مسلمانوں کا مطالبۂ پاکستان اور اس کے مقابل پر تقسیم پنجاب کا سوال" تھا بتایا تھا کہ پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ کسی جہت سے بھی معقول یا منصفانہ مطالبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک محض مصنوعی اور بناوٹی مطالبہ ہے جس کی تہہ میں صرف مسلمانوں کی مخالفت اور عداوت کا جذبہ کام کر رہا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن میں نے ساتھ ہی کہا تھا کہ مسلمانوں کو ایک چوکس اور دُور بین قوم کی طرح ہر امکانی خطرہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ سو میں ذیل کی سطور میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ ایسے اسباب کے نتیجہ میں جو فی الحال ہماری طاقت سے باہر ہیں پنجاب کی تقسیم ناگزیر ہو جائے۔ اور یونین سنٹر کے ساتھ کسی رنگ کا الحاق بھی پاکستان کے نظریہ کے خلاف سمجھا جائے۔ تو ایسی مجبوری کی صورت میں جسے مسلمانوں کے سیاسی لیڈر تسلیم کر لیں ہمیں بعض شرائط کو بہرحال ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور یہ شرائط میری رائے میں مندرجہ ذیل اصولوں پر طے ہونے ضروری ہیں:۔

(۱) تقسیم بہرحال آبادی کی بناء پر ہونی چاہیئے۔ نہ کہ جائداد وغیرہ پر۔ جس کی غیر معقولیت بلکہ بربریت کے متعلق میں اپنے مضمون "خالصہ ہوشیار باش" میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں۔ اور آبادی کے اعداد و شمار پنجاب کی آخری مردم شماری سے لئے جائیں جو ۱۹۴۱ء میں ہوئی تھی۔ گو یہ امر یقینی ہے کہ ۱۹۴۱ء کے بعد سے لے کر آج تک مسلمانوں کی آبادی اَور بھی بڑھ چکی ہو گی۔ جیسا کہ وہ خدا کے فضل سے ہر دس سالہ مردم شماری میں برابر بڑھتی آئی ہے۔ لیکن بہرحال اس کے بغیر چارہ نہیں کہ آخری باقاعدہ مردم شماری پر بنیاد رکھی جائے۔ اور آجکل کی امن شکن فضاء تو نئی مردم شماری کی متحمل بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ مجبوری کی حالت میں تقسیم پنجاب کے متعلق کسی قوم کی رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے محدود مردم شماری کی ضرورت پیش آ جائے۔ ایسی مردم شماری کی ضرورت جسے انگریزی میں ریفرنڈم کہتے ہیں۔ بعض خاص خاص علاقوں میں اچھوت اقوام یا ہندوستانی عیسائیوں کے متعلق پیش آ سکتی ہے۔ اور ایسی ضرورت پیش آنے پر اس کا انتظام کرنا ہوگا۔

(۲) جہاں تک تقسیم کے عملی پہلو کا تعلق ہے پنجاب کے جن علاقوں میں مسلمانوں کو آبادی کے لحاظ سے کامل اکثریت حاصل ہے یعنی جن علاقوں میں مسلمان باقی ساری قوموں کے مجموعے سے بھی زیادہ ہیں۔ (یعنی کمشنری ملتان اور کمشنری راولپنڈی اور کمشنری لاہور کے اضلاع لاہور اور سیالکوٹ اور گوجرانوالہ اور شیخوپورہ اور گورداسپور وغیرہ) وہ سب بلا استثنا اور بشمول ان علاقوں کے جن کا ذکر ذیل کے فقرات نمبر ۳ و ۴ و ۵ میں آتا ہے مسلم پنجاب میں شامل رکھے جائیں۔ خواہ اس کے لئے موجودہ ضلعوں کی حدود توڑنی پڑیں۔ کیونکہ اگر صوبوں کی حدود توڑی جاسکتی ہیں تو اسی قسم کے دلائل کے ماتحت ضلعوں کی حدود کیوں نہیں توڑی جاسکتیں۔ بہرحال مسلم اکثریت والے علاقے خواہ وہ کمشنریوں یا ضلعوں کی صورت میں ہوں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یا کہ تحصیلوں کی صورت میں (مثلاً ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ۔ اور ضلع جالندھر کی تحصیل ہائے جالندھر و نکودر اور ضلع فیروزپور کی تحصیل ہائے فیروزپور و زیرہ اور ضلع گوڑگاؤں کی تحصیل ہائے فیروزپور جھرکا و نوح وغیرہ جن میں مسلمانوں کی کامل اکثریت ہے) وہ لازماً مسلم پنجاب کا حصہ رہنے چاہئیں۔

(۳) جن علاقوں میں مسلمانوں کو کامل اکثریت تو حاصل نہیں مگر ہندوؤں اور سکھوں کے مجموعہ کے مقابل پر قطعی اکثریت حاصل ہے یعنی جن علاقوں میں یہ دونوں قومیں مل کر بھی مسلمانوں کی تعداد سے کم رہتی ہیں (مثلاً ضلع ہوشیارپور کی تحصیل ہائے ہوشیارپور و دسوہہ وغیرہ جن میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں اور سکھوں کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے) وہ بھی لازماً مسلم پنجاب میں شامل رہنے چاہئیں۔ کیونکہ انہیں علیحدہ کرنے کی کوئی جائز وجہ نہیں۔ اور اگر عیسائیوں اور اچھوت اقوام کی رائے کے متعلق شبہ ہو تو وہ حصولِ رائے عامہ کے طریق پر معلوم کی جاسکتی ہے۔

(۴) جن علاقوں میں مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں کے مجموعے کے مقابل پر تو اکثریت حاصل نہیں مگر وہ انفرادی لحاظ سے ہر دوسری قوم سے زیادہ ہیں۔ یعنی وہ علیحدہ علیحدہ صورت میں ہندوؤں سے بھی زیادہ ہیں اور سکھوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اور علاقہ کی سب سے بڑی پارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں (مثلاً ضلع امرتسر کی تحصیل امرتسر اور ضلع لدھیانہ کی تحصیل لدھیانہ اور ضلع فیروزپور کی تحصیل ہائے فاضلکا اور مکتسر اور ضلع انبالہ کی تحصیل انبالہ وغیرہ جن میں مسلمان انفرادی طور پر سب سے بڑی پارٹی ہیں) ایسے علاقے بھی مسلم پنجاب کا حصہ بننے چاہئیں۔ کیونکہ جب خود اپنے قول کے مطابق بھی ہندو اور سکھ دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان دو قوموں کے عارضی سیاسی سمجھوتہ کی وجہ سے جو کل کو ٹوٹ بھی سکتا ہے ان علاقوں کی سب سے بڑی پارٹی (یعنی مسلمانوں) کے مستقل حقوق کو پامال کیا جائے۔ بیشک مغرب کی جمہوری حکومتوں میں بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ دو اقلیت والی پارٹیاں باہم سمجھوتہ کر کے ایک نسبتی طور پر اکثریت والی پارٹی پر غالب آ جاتی ہیں۔ مگر وہاں ہر پارٹی کی بنیاد محض سیاسی مسلک پر ہوا کرتی ہے۔ مگر یہاں قوموں کی تقسیم تہذیب و تمدن پر مبنی ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان میں ایک محض عارضی سیاسی سمجھوتہ کی وجہ سے اکثریت والی پارٹی کے بنیادی حقوق کو قربان کیا جائے۔ اور سیاسی سمجھوتہ بھی ایسا جو گذشتہ چند سال کے عرصہ میں کئی دفعہ رنگ بدل چکا ہے۔ اور بہرحال ایسی صورت میں بھی حسب ضرورت حصولِ رائے عامہ کا طریق اختیار کیا جاسکتا ہے۔

(۵) جن علاقوں میں مسلمان ہر جہت سے اقلیت میں ہیں ان کے متعلق اگر پنجاب کی تقسیم عمل میں آ جائے۔ اور ذمہ وار مسلمان لیڈروں کو اسے قبول کرنا پڑے تو وقتی طور پر مجبوری ہے۔ لیکن ایسے علاقوں کے بھی وہ حصے جن میں ایسی نہروں کے ہیڈ اور ایسی بجلی کے پاور اسٹیشن یا ایسے مرکزی تجارتی شہر وغیرہ واقعہ ہوں جن کا تعلق مخصوص طور پر ان مسلم اکثریت والے علاقوں کے ساتھ ہے جو فقرہ ۲ و ۳ و ۴ میں مذکور ہیں تو یہ مقامات بھی مسلم پنجاب کا حصہ بننے چاہئیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسے مقامات کی حیثیت محض مقامی نہیں ہے بلکہ ان وسیع علاقوں کے ساتھ غیر منفک طور پر وابستہ ہے جنہیں وہ آبپاشی یا بجلی کی تقسیم یا تجارتی کاروبار کے تعلق کے لحاظ سے ایک یونٹ کی صورت میں فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان دو قسم کے علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا سارے صوبہ کی اقتصادی زندگی کو بلا امتیاز قوم و ملت تباہ کر دینے کے مترادف ہے۔ اگر بالفرض تقسیم کا یہ اصول ہمیشہ کیلئے قابل تسلیم نہ ہو تو کم از کم ایک لمبے عرصہ کیلئے ضرور واجب العمل ہونا چاہئے تا اس عرصہ میں مغربی اور وسطی پنجاب اپنا علیحدہ انتظام کر سکے۔ اور چونکہ تقسیم پنجاب کا سوال ہندوؤں اور سکھوں کا اٹھایا ہوا ہے اس لئے بہرحال اس کے نتائج کی ذمہ داری بھی لازماً انہیں پر پڑنی چاہئے۔

اوپر کے بیان کردہ اصول کے ماتحت امرتسر کا شہر جو ویسے بھی فقرہ ۴ کے مطابق مسلم پنجاب کا حصہ بنتا ہے۔ مغربی اور وسطی پنجاب کے ساتھ شامل رہنا چاہئے۔ کیونکہ وہ اس علاقہ کا خاص تجارتی مرکز ہے جس کا تمام کاروبار ان علاقوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو فقرہ نمبر ۲ و ۳ و ۴ میں مذکور ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ امرتسر سکھوں کا مقدس شہر ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کو ان کی بعض مقدس یادگاروں سے محروم کرنے کی تدبیر نہیں کی جارہی؟ اور امرتسر شہر میں تو جہاں سکھ صرف اٹھاون ہزار یعنی ۱۵ فی صدی ہیں۔ وہاں مسلمان ایک لاکھ تراسی ہزار یعنی سینتالیس فی صدی سے بھی زیادہ ہیں۔ اور دربار صاحب کا انتظام

بہرحال سکھوں کے ہاتھ میں رہیگا۔ اور اسلامی تعلیم کے ماتحت دربار صاحب ہمارے واسطے بھی ایک قابل احترام جگہ ہوگی یہ وہ چند موٹے موٹے اصول ہیں جنکے ماتحت پنجاب کی تقسیم اگر خدانخواستہ بالکل ہی ناگزیر ہو جائے عمل میں آنی چاہیئے اور گو میں دانستہ زیادہ تشریحات میں نہیں گیا۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر تقسیم پنجاب کی صورت میں مسلمان ان اصولوں پر پختگی سے جم جائیں اور حکومت پر بھی ان اصولوں کی معقولیت پوری طرح واضح کر دیں تو اول تو سکھ صاحبان (ہندو اس سوال میں سکھوں کے تابع ہے) ان اصولوں کے نتائج پر غور کر کے خود بخود پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ ترک کر دیں گے اور اگر وہ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنے مطالبہ پر قائم بھی رہینگے تو انہیں جلد معلوم ہو جائیگا کہ انکے ہاتھ میں ایک خالی برتن کے سوا کچھ نہیں ہے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ سیاست ایک ایسا فن ہے۔ جس میں حق و انصاف کے علاوہ ہوشیاری اور موقعہ شناسی اور حسن تدبیر کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اور بعض اوقات جب کہ کسی قوم کی کورانہ روش براہ راست سمجھوتہ کا دروازہ بند کر دے۔ پہلو کی طرف سے ہو کر آنا کامیابی کا رستہ کھولدیتا ہے۔ ہماری غرض بہرحال مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ملک کی بہتری ہے اور ہم دوسری قوموں کے ساتھ بھی انصاف کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ایک قوم ضد میں آکر ایک ایسے فیصلہ پر تلی ہوئی ہے۔ جو نہ ہمارے لئے مفید ہے اور نہ اس کے لئے اور ملک کا بھی اس میں سراسر نقصان ہے۔ تو اس صورت میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس کے پیش کردہ مطالبہ کا تجزیہ کر کے اور اپنے معقول مطالبات کو وسیع صورت دے کر ایسی قوم پر واضح کیا جائے کہ وہ ضد و عناد کی رو میں بہہ کر صرف دوسروں کا ہی نقصان نہیں کر رہی بلکہ خود اپنی تباہی کا بیج بھی بو رہی ہے۔ کاش وہ سمجھے! بالآخر یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ آجکل بعض ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے یہ سوال بھی اٹھایا جا رہا ہے۔ کہ گذشتہ مردم شماری کے اعداد و شمار درست نہیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اس میں بہت سے فرضی اور جعلی نام داخل ہو گئے ہیں اور اس وجہ سے ممکن ہے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت دکھائی گئی ہے وہاں حقیقۃً ان کی اکثریت نہ ہو اور محض مردم شماری کی غلطی کی وجہ سے ایسا نظر آتا ہو۔ مگر یہ اعتراض غلط ہونے کے علاوہ موجودہ بحث کے لحاظ سے بالکل لاتعلق بھی ہے۔ اگر بالغرض مردم شماری کے اعداد و شمار میں کوئی غلطی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ غلطی مسلمانوں کے لئے خاص نہیں بلکہ ساری قوموں کے لئے یکساں ہے۔ بلکہ چونکہ شمار کنندے زیادہ تر ہندو اور سکھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان میں مسلمانوں کی نسبت تعلیم زیادہ عام ہے اس لئے لازماً اس غلطی یا جعلسازی کا اثر بھی سکھوں اور ہندوؤں کے حق میں ہی زیادہ ہوا ہوگا۔ علاوہ ازیں جبکہ ۱۹۴۱ء میں بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی کی عمومی نسبت قریباً وہی ہے۔ جو کہ ۱۹۳۱ء میں تھی تو پھر یہ شبہ کرنا بالکل باطل ہے کہ مسلمانوں نے ۱۹۴۱ء میں جعلسازی کے ذریعہ اپنی آبادی کو بڑھا لیا ہے۔ مثلاً اگر لاہور شہر میں ۱۹۳۱ء میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور ۱۹۴۱ء میں بھی اسی سے ملتی جلتی اکثریت ہے۔ یا مثلاً اگر امرتسر شہر میں ۱۹۳۱ء میں ہندو اور سکھ مل کر مسلمانوں سے زیادہ تھے اور ۱۹۴۱ء میں بھی قریباً اسی نسبت سے زیادہ ہیں وغیر ذالک تو اس صورت میں یہ دعوےٰ کرنا کہ مسلمانوں کی مردم شماری میں جعلی اندراجات شامل ہیں ایک افسوسناک بہتان سے کم نہیں میرا یہ مطلب نہیں کہ میں ہر مسلمان کی دیانتداری کا ضامن ہوں۔ بے اصول لوگ کم و بیش ہر قوم میں پائے جاتے ہیں مگر کون بہادر ایسا آگے آ سکتا ہے جو ہر ہندو اور ہر سکھ کی دیانتداری کا ضامن ہو سکے۔ بلکہ اگر کسی غیر جانبدار شخص سے پوچھا جائے۔ جو ہندوستان کے حالات کا تجربہ رکھتا ہو تو وہ ایسے کاموں میں ہندوؤں اور سکھوں کو بہت زیادہ ہوشیار اور چوکس بتائیگا پھر خدا تم لوگوں کو عقل دے آبادیوں میں کمی بیشی صرف شمار کنندوں کی غلطی یا جعلسازی کی وجہ سے ہی نہیں ہوا کرتی بلکہ بسا اوقات طبعی طریق سے بھی ہوا کرتی ہے۔ جس کے ساتھ بعض اوقات الٰہی تقدیر بھی شامل ہو جاتی ہے کہ دنیا کے وسیع مفاد کے پیش نظر خدا کسی قوم کی نسل کو بڑھاتا۔ اور کسی کو گھٹاتا ہے۔ پس صرف بحث کی خاطر بات کو لمبا کرنے کی غرض سے بناوٹی عذر نہ بناؤ اور خدا سے ڈرو کہ یہ وقت ہندوستانیوں کی سیاست کے امتحان کا ہی وقت نہیں۔ بلکہ ان کے اخلاق کے امتحان کا بھی وقت ہے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

زندگی کی علامت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے زندہ جماعت کی تعریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ "زندگی کی علامت یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی جان لے کر آگے آئے اور کہے کہ اے امیر المومنین! یہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اس کے اسلام کے لئے حاضر ہے۔ جس دن سے تم یہ سمجھ لوگے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں۔ بلکہ اسلام کے لئے ہیں۔ جس دن سے تم نے محض دل میں ہی نہ سمجھ لیا۔ بلکہ عملاً اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا اس دن تم کہہ سکوگے کہ تم زندہ جماعت ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو قومیں اپنی جان بچانا چاہتی ہیں وہی مرتی ہیں اور جو اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر لئے پھرتی ہیں۔ وہی ہمیشہ زندہ رہتی ہیں"۔

اسوقت سلسلہ کو نوجوان گریجویٹوں اور مولوی فاضلوں کی بہت ضرورت ہے۔ ایسے دوست اپنی زندگیاں وقف کریں۔ جو دوست وقف کر چکے ہیں۔ مگر ان کو بلایا نہیں گیا وہ یاددہانی کرائیں۔ جو احباب صدر انجمن احمدیہ کے صیغہ جات میں کام کر رہے ہیں وہ بھی وقف کر سکتے ہیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان

میٹرک پاس نوجوانوں کے لئے مستقل ملازمت

اس وقت فوج کے لئے میٹرک پاس نوجوانوں کی بطور کلرک ضرورت ہے جن کو ماہوار ۵۶/-/- علاوہ راشن وردی وغیرہ ملیں گے۔ ملازمت پندرہ سال کے لئے ہوگی۔ جس کے بعد پنشن ملے گی۔ عمر ۲۰ سال سے زیادہ نہ ہو۔ امیدوار ۲۲ مئی کو قادیان بھرتی ہو سکتے ہیں۔ ناظر امور عامہ

"خالصہ ہوشیار باش"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس کی کثرت سے اشاعت کریں نیز جسقدر کامیابی مطلوب ہوں اس کی اطلاع دفتر مہتمم نشر و اشاعت کو دیں۔

ضروری خبریں

لنڈن میں وائسرائے ہند کی سرگرمیاں

لنڈن ۲۰ مئی۔ کل دوسری بار وائسرائے ہند لارڈ مونٹ بیٹن نے برطانوی کابینہ کے ارکان مسٹر اٹیلی وزیر اعظم مسٹر الیگزنڈر لارڈ سٹوول وزیر ہند۔ سر سٹیفورڈ کرپس اور وزیر نو آبادیات سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ آپ نے انڈیا آفس کے افسروں اور امپیریل سٹاف کے چیف لارڈ اسمے سے بھی صلاح مشورہ کیا۔ امید ہے کہ یہ مذاکرات جمعہ تک ختم ہو جائیں گے اور اگلے ہفتے کے شروع میں وائسرائے ہند عازم ہند ہو جائیں گے۔ اس ہفتہ کے ختم ہونے سے پہلے وزارت کا ایک خاص اجلاس ہوگا۔ جس میں بعض اہم فیصلوں کی منظوری جائے گی۔ رائٹر کے سیاسی نامہ نگار کا خیال ہے کہ اکثر معاملات کے متعلق وزارت اور وائسرائے کے درمیان سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ صرف بعض معاملات ابھی باقی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وائسرائے ہند انتقال اقتدار کے سلسلے میں بہت زیادہ اختیارات لے کر ہندوستان آئیں گے۔ لیکن جو فیصلے بھی کئے جائیں گے ان کے متعلق زیادہ تر ذمہ واری ہندوستانی لیڈروں پر عاید کی جائے گی۔

سندھ میں نیا نظام تعلیم

کراچی ۲۰ مئی۔ سندھ میں یونیورسٹی بن جانے کی وجہ سے نظام تعلیم کو نئے سرے سے ڈھالا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر تعلیم پیر الہٰی بخش صاحب عنقریب مشرق وسطےٰ کے ممالک کا دورہ کرنے والے ہیں۔ تاکہ مختلف ممالک میں نظام تعلیم کا مطالعہ کر سکیں۔ اور سندھ میں مختلف تعلیمی اصلاحات رائج کر سکیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے سکولوں کو بھی عارضی طور پر گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

برما کا نیا آئین

رنگون ۲۰ مئی۔ اینٹی فاشسٹ فریڈم لیگ کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی جس میں لیگ کے صدر مسٹر اونگ سان نے آزاد برما کے آئین کے سلسلے میں ایک قرارداد کا مسودہ پیش کیا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ برما میں ایک آزاد ری پبلک قائم کی جائے گی۔ جو ایک سینٹ کے ماتحت ہوگی۔ سب بالغوں کو رائے دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اور سب شہریوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں گے میٹنگ میں جنرل اونگ سان کی صدارت میں پچاس ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو اس سلسلے میں قرارداد کو آخری شکل دے گی۔ اس میٹنگ میں لیگ کے ۱۷۰ سے زائد نمائندے شریک ہوئے

فرقہ وارانہ فسادات کی رفتار

لاہور ۲۱ مئی۔ سرکاری رپورٹ مظہر ہے رات امن سے گذری۔ کل کرفیو کے اوقات میں دو جگہ آگ لگا دی گئی۔ مگر جلد ہی اس پر قابو پا لیا گیا۔ پرسوں جن مقامات پر آگ لگی تھی ان میں سے بعض مقامات پر کل رات تک آگ سلگتی رہی۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں حالت کافی سدھر چکی ہے

کلکتہ ۲۱ مئی کل رات نو بجے تک آگ لگانے بم پھینکنے اور بلوہ کرنے کی ستر وارداتیں ہوئیں۔ ایک مقام پر پولیس اور فوج کو آٹھ گولیاں چلانا پڑیں۔ بعض مقامات پر ۳۲ گھنٹوں کا کرفیو لگا دیا گیا۔ پولیس نے ۴۲ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ بنگال کے ضلع مدناپور سے بھی فساد کی اطلاع آئی ہے وہاں پر پناہ گزینوں کے ایک کیمپ کو بلوائیوں نے آگ لگا دی۔

سنٹرل جیل میں ہنگامہ

پشاور ۲۰ مئی۔ مسلم لیگ کے سیاسی قیدیوں نے آج سنٹرل جیل میں زبردست ہنگامہ برپا کر دیا۔ جبکہ انہوں نے انسپکٹر جنرل جیل خانجات پر حملہ کر دیا۔ جیل کے دروازے توڑ دئیے۔ پھانسی کے قیدیوں میں سے ۶ کو رہا کرا لیا۔ حکام نے پولیس کی مدد سے صورت حال پر قابو پایا۔

آج کے خطبہ کے کلمات طیبات

حضور کے آج کے خطبہ کے کلمات طیبات آپ غور سے پڑھیں۔ کیونکہ تحریک جدید کی "اہمیت اور ضرورت" آپ کے ایمان۔ آپ کے اخلاص اور آپ کے تقویٰ میں نمایاں اضافہ پیدا کرے گی۔ تحریک جدید ایک تبلیغی فنڈ ہے جس سے۔ قیامت تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہوتی رہے گی۔ اور قیامت تک مسلمان ہونے والوں اور احمدیت میں داخل ہونے والوں کا ثواب اس تحریک میں شامل ہونے والے دوستوں کو ملتا رہے گا۔ کیونکہ یہ روپیہ ایک مرکزی تبلیغی فنڈ پر خرچ ہوگا۔ اور اس فنڈ کے قیام میں جن لوگوں کا حصہ ہوگا۔ یقیناً ان سب کو اللہ تعالیٰ قیامت تک ثواب عطا فرماتا رہے گا۔ یہ اتنے فخر کی بات ہے کہ اگر ہماری جماعت کے احباب اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیں تو ان کو اپنی قربانیاں حقیر نظر آنے لگیں۔ اس کے پیش نظر آپ دفتر اول کے تیرھویں سال۔ اور دفتر دوم کے سال سوئم کا اپنا وعدہ ۳۱ مئی تک مرکز میں سو فیصدی حاصل کر کے رضائے الٰہی حاصل کریں۔

وقف جائداد اور وصیّت

حضور کی خدمت میں سوال عرض کیا گیا کہ "اگر ساری جائداد وقف کر دی جائے۔ تو پھر وصیت کس کی کی جائے۔ جو کل جائداد وقف کر دے اس کو موصیوں میں تصور کر لینا چاہیئے۔ اس کے لئے وصیت لازمی نہ کی جائے۔"

اس کا جواب حضور نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا:۔

"اگر مانگنے کا وقت نہ آئے تو ایک پیسہ بھی نہیں دینا پڑتا۔ نیز یہ وقف بعد میں ہی وصیت کے ہے۔ وصیت تو بہر حال ادا کرنی ہوتی ہے۔ اور اس وقف کا جو حصہ مانگا جائے وہ دیا جاتا ہے۔"

وکیل الدیوان تحریک جدید

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ جماعت کا کوئی شخص جماعت کے کسی عہدہ پر مقرر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مجلس خدام یا انصار کا ممبر نہ ہو۔ لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں نے اپنے ہاں مجالس انصار اللہ ہی قائم نہیں کیں۔ اور زائد از چالیس سالہ عمر کے ایسے احباب جو حضور کی مقرر کردہ تنظیم کے ماتحت مجالس انصار میں شامل ہونے چاہئیں۔ باوجود انصار کے ممبر نہ بننے کے جماعت کے عہدہ دار منتخب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بے قاعدگی کو دیکھتے ہوئے ناظر صاحب اعلیٰ کو بھی ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء کے اخبار الفضل میں اس کے متعلق اعلان کرنا پڑا کہ جماعتوں کیلئے ایسے ہی عہدہ دار منظور کئے جائیں گے جو خدام یا انصار کے ممبر ہوں گے۔ اس لئے ایسی جماعتوں کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جہاں ابھی مجالس انصار اللہ قائم نہیں ہوئیں بہت جلد زائد از چالیس سالہ عمر کے احباب مجالس انصار قائم کریں۔ اگرچہ قواعد وضوابط انصار اللہ ہر ایک جماعت میں مرکز سے بھجوائے جا رہے ہیں۔ اگر کسی کے پاس نہ ہوں تو دفتر مرکزیہ مجلس انصار اللہ قادیان سے طلب کریں۔

الغرض قیام مجالس انصار اللہ کے متعلق جلد توجہ کی ضرورت ہے۔ ۱۵ جون تک ہندوستان کی سب جماعتوں میں مجالس انصار اللہ قائم ہو جانی چاہئیں۔ ورنہ ایسی جماعتوں کی فہرست جہاں پر مجالس انصار اللہ قائم نہ ہوں گی دفتر ناظر اعلیٰ میں بھیج کر غیر ممبر انصار سے مقرر شدہ عہدہ داروں کے متعلق مناسب کارروائی کے لئے بھیج دی جائے گی۔

قائد عمومی مرکزیہ مجلس انصار اللہ

ایک نہایت نفع مند کام

پریسین مینوفیکچرنگ کمپنی میں ایک عرصہ سے بجلی کے ٹاپرچ، پنکھے اور دوسری مشینیں تیار ہوتی رہی ہیں۔ اب چونکہ ہمارا ارادہ تھا۔ کہ اس کام کو اور بھی بڑھایا جائے۔ اس لئے ہم نے اس کے مدنظر بہت بڑے پیمانے پر شہر قادیان کے باہر پانچ گھماؤں زمین میں نئی فیکٹری بنوائی ہے۔ جو کہ خدا کے فضل سے اب قریباً قریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہمارا کارخانہ چند ماہ کے اندر اندر وہاں پر چلا جائیگا۔ اور کام وسیع پیمانہ پر شروع ہو جائیگا۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے انگلستان اور دوسرے ممالک سے نئی مشینیں بہت سی آگئی ہیں۔ اور مزید آرہی ہیں۔ مگر چونکہ موجودہ زمانہ میں ہر کام کو بڑے پیمانہ پر چلانے کے لئے بہت سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور جب تک کسی کمپنی کے پاس اس قدر سرمایہ نہ ہو۔ جتنا کہ ضروری ہو۔ اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا ارادہ ہے۔ کہ اس کمپنی کو دس لاکھ روپے کے سرمایہ کے ساتھ پبلک لمیٹڈ کروالیا جائے۔ کل حصہ جات ایک لاکھ ہونگے۔ اور ہر حصہ کی قیمت دس روپے ہوگی۔ سردست ہر دس روپے کے حصہ میں سے صرف پانچ روپے لئے جائیں گے۔ یعنی اگر کوئی شخص ایک سو حصہ خریدے۔ تو اسے پانچ صد روپے ادا کرنے ہونگے۔ گو منافع اسے پورے ایک سو حصہ جات کا ہی ملے گا۔ ابھی یہ سکیم مکمل ہو رہی ہے۔ اور کاغذات بننے کے لئے وکلاء کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کام خدا کے فضل سے بہت نفع مند ہے۔ اور اس کمپنی کے حصہ جات خریدنے کے بہت سے دوست خواہاں ہیں۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ سب کاغذات قانونی طور پر مکمل ہو جائیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ حصہ جات خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ اپنے نام مکمل پتہ اور حصوں کی تعداد سے مطلع کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کہ دوست اس میں سستی نہ کریں۔ کیونکہ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آئیں گی ان ہی کو ترجیح دی جائے گی۔ دوستوں کی آسانی کے لئے ہم نے فارم چھپوائے ہوئے ہیں۔ جو

پریسین مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان

کے دفتر سے منگوائے جاسکتے ہیں۔

(صاحبزادہ) مرزا شریف احمد